جلد ۲۰ | مطابق ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ | یوم پنجشنبہ | مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء | نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ دو چار روز تک صرف چند دن کے لئے حضور کی تشریف آوری کی توقع کی جاتی ہے۔

ٹھیکری والا نزد قادیان غیر احمدیوں سے مناظرہ کے لئے ۱۶ر اگست کو مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور بوتالوی۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب روانہ کئے گئے۔

منشی محمد دین صاحب کارکن نظارت دعوت و تبلیغ کے ہاں ۱۶ر اگست کو لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

متقی شخص کی اولاد ضائع نہیں ہوتی

"حدیث شریف اور قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ کہ والدین کی بدکاریاں بچوں پر بھی بعض وقت آفت لاتی ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا۔ جو لوگ لاابالی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی طرف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ دیکھو دنیا میں جو اپنے آقا کو چند روز سلام نہ کرے۔ تو اس کی نظر بگڑ جاتی ہے تو جو خدا سے قطع تعلق کرے۔ پھر خدا اس کی پرواہ کیوں کریگا اسی پر وہ فرماتا ہے۔ کہ وہ ان کو ہلاک کرکے ان کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو متقی صالح مر جائے اس کی اولاد کی پرواہ کرتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے۔ وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا۔ اس باپ کی نیکی۔ اور صلاحیت کے لئے خضر اور موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو مزدور بنا دیا۔ کہ وہ ان کی دیوار درست کردے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا!!

"پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے۔ کہ سات پشت تک رعایت رکھتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کبھی متقی کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا۔ غرض نشاط خدا کا راز ہے۔ جو غیر کو نہیں ملتا!!

(الحکم ۲۴ر اگست ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے تبلیغی رپورٹیں پہونچی ہیں۔ ان جماعتوں کے عہدہ داران تبلیغ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کا بہت ہی مختصر خلاصہ شائع کیا جاتا ہے:۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

رنگون

جماعت احمدیہ رنگون نے تبلیغ کے دائرہ کو وسیع کرنے کی غرض سے سنگھا پور کے لوگوں میں سلسلہ تبلیغ شروع کر دیا ہے علاوہ ازیں برہما زبان میں ایک پندرہ روزہ اسلامی جریدہ کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے۔ بذریعہ کتب و ملاقات بھی تبلیغ جاری ہے خدا کے فضل سے جماعت میں اخلاص اور بیداری ترقی کر رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مضامین بھی انگریزی اخبارات میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ رنگون نے بذریعہ ایک خاص میٹنگ جناب غلام ابراہیم صاحب سکندر آباد دکن کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جنہوں نے کتب سلسلہ کافی تعداد میں برائے لائبریری معنت عطا کیں۔ نیز ان کی مزید تبلیغی مدد کی امید ہے۔ اسی طرح دوسرے دوستوں سے التجا کرتی ہے کہ وہ رنگون کی جماعت کی مدد کریں :۔

لائل پور

مقامی جماعت نے علاوہ انفرادی اور منظم تبلیغ کے دو دن از خود یوم التبلیغ منایا۔ اور انصار اللہ کا وفد دیہات میں بمعیت مولوی احمد خان صاحب نسیم مولوی فاضل بھیجا گیا۔ جس نے تین دیہات میں تبلیغ احمدیت کی :۔

بنگہ (جالندھر)

جماعت کے افراد دیہاتی تبلیغ میں کافی طور پر کوشاں ہیں اسی سلسلہ میں موضع لنگڑی کے غیر احمدی علماء سے مناظرہ کے لئے گئے۔ مگر انہوں نے گریز اختیار کیا۔ ۲۔ اگست کو آریہ سماج سے مناظرہ طے کیا گیا۔ مضمون "صفات الٰہی از قرآن" تھا۔ احمدی مناظر مہاشہ محمد عمر صاحب اور فریق مخالف مہاشہ سادھو رام صاحب تھے۔ دوسرے دن "صفات الٰہی از وید" موضوع تھا۔ احمدی مناظر نے بوضاحت تمام آریوں کی قلعی کھول دی۔ اور مناظرہ نے خاص اثر کیا :۔

گل کوا (خاندیس)

ملک حسن محمد صاحب ہر اجتماع پر لوگوں کو تبلیغ حق پہونچانے میں مصروف رہتے ہیں۔ دو مناظرے بھی عیسائیوں سے کر چکے ہیں۔ آپ کی متواتر کوشش سے ایک صاحب شمس الدین نامی احمدیت میں معہ اہل و عیال داخل ہوئے ہیں۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ بھی عورتوں میں تبلیغ کرتی رہتی ہیں :۔

بھٹنڈا

جماعت نے عرصہ تک انفرادی تبلیغ کے بعد ایک مناظرہ کا انتظام کیا۔ جس پر مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب مبلغ حلقہ ریاست پٹیالہ کو بلایا گیا۔ دو روز مناظرہ ہوا۔ بعد ازاں ہر روز جلسہ ہوتا رہا۔ جس میں تبلیغ کی گئی :۔

قادیان

اے قادیاں اے قادیاں۔ تیری فضاء نور کو۔
دیتی ہے ہر دم روشنی۔ جو دیدہ ہائے حُور کو۔
پہنچا ہے جس کا فیض کُل۔ دُنیائے نزد و دُور کو
جس کی بڑائی کی خبر۔ ہے قیصر و فغفور کو
میں قبلہ و کعبہ کہوں۔ یا سجدہ گاہِ قدسیاں۔
اے تخت گاہِ مُرسلاں۔
اے قادیاں اے قادیاں

تم منبعِ عرفان ہو۔ تم مرجعِ ادیان ہو۔
علم و ہُدیٰ کی کان ہو۔ سرچشمۂ ایمان ہو
قُربان میری جان ہو۔ قربان میری آن ہو۔
میرے خدا کی شان ہو۔ پہنچا رہی فیضان ہو
ہر ظاہر و مستور کو۔ اے مرکز اسلامیاں
اے قادیاں اے قادیاں
اے تخت گاہ مُرسلاں (اکمل)

رنگ پور

مولوی ظل الرحمٰن صاحب اپنے پروگرام کے مطابق تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ مگر بارش اور سیلاب کی وجہ سے جنوبی بنگال میں بذریعہ کشتی تبلیغی دورہ کرنے کی تجویز ہے :۔

جہلم

جماعت احمدیہ جہلم کے انصار اللہ کا وفد تبلیغ کے لئے باہر بھیجا گیا۔ جلسے باقاعدہ ہفتہ واری ہوتے ہیں۔ سکرٹری انصار اللہ نے جادہ کے لا اللہ لوک سے تحریری مباحثہ کیا تھا۔ جس کو شائع کرنے پر اس نے اتفاق نہیں کیا۔ اسی لئے ایک اور تقریری مباحثہ ہوا۔ موضوع الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھا۔

دہاڑی (ملتان)

یہ جماعت تبلیغ کے لئے جوش رکھتی ہے۔ چنانچہ غیر احمدیوں کے ایک اجتماع کے مقابلہ پر انہوں نے کوشش کی۔ اور ایک مبلغ کو بلوا لیا۔ ادھر اُن کے مولوی نہ پہونچ سکے۔ مولوی عبد الاحد صاحب مبلغ نے وہاں ایک پُر اثر لیکچر دیا۔ جس سے پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک دوست جو مدرس ہیں۔ انہوں نے بیعت کا فارم پر کر دیا :۔

سرگودہا

جماعت نے ماہ زیر رپورٹ میں دو خاص اور دو عام جلسے کئے۔ عام جلسوں میں سامعین کی تعداد کافی تھی۔ ہندو سکھ عیسائی مسلمان سب شامل تھے۔ زبردست تقریریں کی گئیں۔ مولوی محمد سعید صاحب اور مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے مختلف موقعہ پر لیکچر دیئے۔ ایک صاحب احمدیت میں داخل ہوئے :۔

تلہ گنگ

خاص شہر میں گو منظم جماعت نہیں۔ تاہم کافی افراد ہیں۔ جو پوری سرگرمی سے تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو بوجہ کمزوری اظہار احمدیت نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے دعا کی درخواست ہے ٹریکٹ وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور تبلیغ میں ہر طرح کی سعی سے کام لیا جا رہا ہے :۔

مزنگ

جماعت کی تبلیغی مساعی ترقی پر ہیں۔ پچھلے ماہ ایک اشتہار بنام "الٰہی پیغام" اس نے شائع کیا۔ اور آئندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے :۔

منٹگمری

انفرادی طور پر گو سب احباب تبلیغ میں کوشاں ہیں۔ مگر بعض دوست خاص طور پر سرگرم عمل ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کے دلوں میں احمدیت جاگزیں ہو چکی ہے۔ مگر قبولیت میں جرأت سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا کرے :۔

نابھہ

جماعت نے ایک خاص جلسہ کے ذریعہ انصار اللہ کو منظم صورت میں مضامین تیار کرنے کی ہدایت بذریعہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی۔ کچھ دیر تو اس پر سرگرمی سے عمل رہا۔ مگر اب احباب کو اختیار دیا گیا۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ تبلیغ کریں۔ خواہ ٹریکٹ تقسیم کر کے یا سنا کر یا کسی سے پڑھوا کر بہر حال ہر مناسب طریق تبلیغ کے لئے عمل میں لایا جا رہا ہے :۔

کالا (جہلم)

انصار اللہ نے دو بار جلسے کئے۔ اور اس میں مضامین سلسلہ کی طیاری کی گئی۔ دیہات میں بھی کافی تبلیغ کی گئی :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

مسلمانوں میں افسوسناک فتنہ و فساد

درد مندانہ التماس

مسلمانوں کے لئے نازک وقت

ایسے نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں کے ملکی اور ملی حقوق سخت خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ غیر مسلم طاقتیں مجتمع ہو کر مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ سکھ اور ہندو علے الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہاں بھی اسے اقلیت میں تبدیل کئے بغیر چین نہ لیں گے۔ خواہ اس کے لئے کچھ ہی کرنا پڑے۔ کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمان تفرقہ و اختلاف کا شکار ہو رہے ہے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کی عزت و آبرو برباد کرنے۔ جانی اور مالی نقصان پہونچانے میں مصروف ہیں۔ مزید مذمت اس بات کا ہے۔ کہ اس قسم کی حرکات ان متعامات پر کی جا رہی ہیں۔ جن سے عام مسلمانوں کی راہ نمائی اور ان میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی توقعات وابستہ ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ جو مسلمانوں کے نہ صرف سیاسی۔ بلکہ مذہبی راہنما ہونے کے مدعی ہیں۔ یہ لوگ اس بات کو قطعاً فراموش کر چکے ہیں۔ کہ ان کے اس طریق عمل کا نتیجہ سوائے تباہی و بربادی ذلت اور ادبار کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

جمعیۃ العلماء کی روش

جمعیۃ العلماء دہلی کے کارکنوں نے شروع سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے۔ کہ اپنے ذاتی فوائد اور اغراض پر مسلمانوں کے مفاد اور حقوق کو قربان کرتے رہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہوں نے جمہور مسلمانوں کے منشاء اور رائے کے خلاف ہر موقعہ پر کانگرس کا ساتھ دیا۔ اور گاندھی جی کی اندھا دھند تائید کرنا اپنا فرض سمجھا۔ لیکن اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے انہوں نے مسلمانوں میں فتنہ و فساد برپا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس کے لئے نہایت شرمناک طریق اختیار کرتے ہوئے ذرا نہیں جھجکے۔

مسلم لیگ کے جلسہ کے خلاف شرارت

پچھلے دنوں جب دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ ہوا۔ تو چونکہ جمعیۃ العلماء والوں کو معلوم تھا۔ کہ مسلم لیگ کانگرس کے خلاف آواز اٹھائے گی۔ اس لئے اس جلسہ کی انہوں نے شدید مخالفت کی۔ اور اس امر کو آڑ بنا کر کہ لیگ کی صدارت کے لئے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو منتخب کیا گیا ہے۔ جو کہ احمدی ہیں۔ جلسہ کو بزور منتشر کرنے اور فساد پھیلانے کے انتظامات کئے۔ حالانکہ سیاسی معاملات میں فرقہ وارانہ اختلافات کو داخل کرنا نہایت ہی مضر اور نقصان رساں ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کی مجموعی طاقت کو اپنے ہاتھوں برباد کرنا ہے۔ لیکن جمعیۃ العلماء والوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور مسلم لیگ کے خلاف ہر ممکن شرارت اور بیہودگی کے مرتکب ہوئے۔ اگرچہ لیگ کے جلسہ کو بند کر دینے میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن انہوں نے فتنہ و فساد پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

دہلی کی جامعہ مسجد میں فساد

جمعیۃ العلماء کی یہی حرکت نہایت شرمناک تھی۔ لیکن ان کی فتنہ انگیزیاں اب اس حد تک بڑھ چکی ہیں۔ کہ انہوں نے جامعہ مسجد میں بھی زور آزمائی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں جب مسلمانانِ الور کی ہمدردی۔ اور ان کے لئے امداد حاصل کرنے کے متعلق جامعہ مسجد میں جلسہ ہوا۔ تو جمعیۃ العلماء کے جانبازوں نے جو ڈنڈوں اور چاقوؤں سے مسلح تھے۔ "مولانا احمد سعید زندہ باد۔ مولانا کفایت اللہ زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے جلسہ کو درہم برہم کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ اور صدر کو مخاطب کر کے کہا۔ "یہاں خون کی ندیاں بہ جائنگی لیکن ہم خاموش نہ ہوں گے"۔ آخر انہوں نے زدوکوب شروع کر دی۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ خانۂ خدا میں منبر کے پاس اپنے بھائیوں کا خون گرانے میں انہیں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اور کئی ایک مسلمان زخمی ہو گئے۔ مولانا مظہر الدین صاحب مالک اخبار "الامان" ان لوگوں کا خاص نشانہ تھے۔ ان پر کئی دفعہ حملہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن بعض لوگوں نے ان کو اپنے حلقہ میں لے کر بچا لیا۔ اور جب وہ مسجد سے نکل رہے تھے۔ تو ان پر اینٹیں پھینکی گئیں۔

مسجد میں بدمست شرابیوں کا فساد

غرض ہر طرح فتنہ و فساد کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اور مسجد کے احترام کو قطعاً نظر انداز کر کے اسے میدانِ جنگ و جدال بنا لیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو جمعیۃ العلماء کے صدر اور سکرٹری کی تعریف میں نعرے بلند کر کے حملہ آور ہوئے تھے۔ "ان میں سے بعض کے مونہہ سے شراب کی بو آ رہی تھی"۔ (الامان ۷ اگست) اس کے مقابلہ میں جمعیۃ العلماء کے آرگن (الجمعیۃ ۹ اگست) کا یہ بیان ہے۔ کہ "میں نے خود دیکھا۔ کہ مولانا شیر کوٹی غفر لہ منبر کی سیڑھیوں پر مع اپنے بدمعاشوں کے بیٹھے ہوئے ہیں جو شراب پی کر آئے ہیں اور نشہ میں مست ہیں"۔ ان میں سے خواہ کوئی بیان درست ہو ظاہر ہے۔ کہ شراب پئے ہوئے اور نشہ میں بدمست لوگوں کو مسجد میں لا کر فساد برپا کیا گیا۔

شرمناک افعال پر فخر

یہ جو کچھ کیا گیا۔ نہایت ہی شرمناک رنگ میں کیا گیا۔ اور ان حالات کو پڑھ کر ہر مسلمان کا سر شرم و ندامت سے جھک جائیگا لیکن جمعیۃ العلماء والے اتنے دیدہ دلیر اور اتنے بے حس ہو چکے ہیں۔ کہ اس ہنگامہ پر فخر کرتا ہوا۔ اور اپنے "غازیوں" کے شرمناک افعال کو حق بجانب قرار دیتا ہوا ان کا آرگن "الجمعیۃ" (۹ اگست) لکھتا ہے:-

"کانگرسی اور جمعیتی غنڈہ کہہ کہہ کر انہیں اشتعال دلایا گیا دنیا کا کونسا ایسا مجمع ہو سکتا ہے۔ جو ان حرکات کے باوجود پر امن رہے۔ انہیں اشتعال ہوا۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا۔ وہ جوابی حملہ کے طور پر کیا"۔

اگر اسے جوابی حملہ کہا جا سکتا ہے۔ تو بھی جس رنگ میں کیا گیا جس مقام پر کیا گیا۔ اور جن لوگوں کی طرف سے کیا گیا۔ نہایت ہی شرمناک اور قابلِ مذمت ہے۔ کانگرسی اور جمعیتی غنڈے اگر کسی نے کہا ہو۔ تو اس پر نہیں۔ بلکہ سامعین پر ڈنڈوں اور چاقوؤں سے خانۂ خدا میں اور جمعیۃ العلماء کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے حملہ کر دینا جس قدر ذلیل حرکت ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

مولانا مظہر الدین کو زدوکوب

لیکن افسوس کہ جمعیۃ والوں کو ابھی تک اس کا کچھ بھی احساس نہیں ہوا۔ اور وہ اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ اور جائز حق قرار دے رہے ہیں۔ اور باندازِ فخر لکھ رہے ہیں:

"مولانا مظہر الدین کے ساتھ بعد میں جو سلوک کیا گیا۔ اور انہیں زدوکوب کر کے مسجد سے جس طرح بیک بینی و دوگوش ننگے پاؤں اور ننگے سر نکالا گیا۔ وہ کبھی ہرگز نہ ہوتا۔ اگر مولانا محض اتحاد و اتفاق ہی کی خاطر اور صرف اس مقصد ہی پر نظر رکھ کر جس کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ جامع مسجد کو اپنے کھوئے ہوئے اقتدار و اعتماد کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اکھاڑہ بنانے کا فیصلہ نہ کر لیتے۔" (الجمعیۃ ۹ راگست)

عجیب بات ہے۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ مولانا مظہر الدین "شہر کے بدمعاشوں کو سات سات آنے پیسے دے کر اپنے ہمراہ جامع مسجد میں لائے۔ اور جنہوں نے لاٹھیوں اور چاقوؤں سے مسلمانوں کے ایک عظیم الشان مجمع پر حملہ کرایا۔" اور اپنے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ "کسی کے ہاتھ میں کوئی حربہ نہیں دیکھا گیا۔" لیکن دوسری طرف اپنی فتح اور ظفر مندی کا اعلان بایں الفاظ کیا جاتا ہے۔ کہ مولانا مظہر الدین کو زدوکوب کر کے مسجد سے ننگے پاؤں اور ننگے سر نکال دیا گیا۔ حالانکہ مولانا نے اس موقعہ پر نہ کوئی تقریر کی۔ نہ کسی کو اشتعال دلایا۔ نہ جمعیۃ والوں کے خلاف کچھ کہا ان حالات میں ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ اس پر جمعیۃ العلماء جس قدر فخر کرنا چاہے۔ کرے۔ لیکن ہر ایک شریف انسان اسے انتہائی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ اور ہر ایک مسلمان علماء کی اس حالت پر خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہوگا۔

علماء کی حالتِ زار

غضب خدا کا مسلمان تو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوں۔ ہندو اور سکھ انہیں دھمکیوں پر دھمکیاں دے رہے ہوں جنگی کونسلیں بنا رہے ہوں۔ لاکھوں دالنٹیر بھرتی کر رہے ہوں لیکن علماء کہلانے والے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان کا خون بہانے میں مصروف ہوں۔ شراب کے نشہ میں بدمست غنڈوں سے خانۂ خدا میں جنگ کر رہے ہیں۔ اور پھر اس پر فخر کا اظہار کرتے ہوں۔

احراریوں میں جنگ و جدال

یہ تو علماء کہلانے والوں کی حالت ہے۔ ان کے ساتھ ان لوگوں کی سرگرمیاں بھی ملاحظہ ہوں۔ جو احراری کہلاتے ہیں۔ اور جن کا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے سروں پر کفن باندھ کر میدان میں نکلے ہیں۔ ۱۲۔ اگست کو امرتسر میں خیر دین کی جامع مسجد میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت شیخ محمد صادق حسن صاحب کے سپرد کی گئی۔ یہ وہی شیخ صاحب ہیں۔ جنہوں نے احراریوں کی اس وقت تک ہزاروں روپیہ کی مدد کی ہے۔ اور ہر طرح ان کی پشت پناہ بنے ہوئے ہیں لیکن احراریوں نے ہی ان کی اور ان کے ساتھیوں کی مخالفت کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا جلسہ میں ان لوگوں نے مجلس احرار زندہ باد عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد۔ مولوی ہمدانی زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے شور برپا کر دیا۔ نوبت ہاتھا پائی تک پہونچ گئی۔ اور کھلم کھلا لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ حالت دیکھکر پولیس کے افسروں نے لڑنے والوں کو زبردستی منتشر کر دیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ اس پر پولیس نے پھر دخل دیا۔ اور فساد بند کرایا بعض مسلمانوں کو گرفتار کر کے تھانہ میں پہنچا دیا گیا۔

شیخ محمد صادق حسن صاحب کا بیان

آخر کسی قدر امن ہوا۔ تو شیخ محمد صادق حسن صاحب نے اس حقیقت کا اظہار کیا۔ کہ:۔

"یہ جلسہ تو محض پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت کے لئے ہے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے جیل خانہ سے خط بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ احراریوں نے تیس ہزار روپیہ اکٹھا کیا تھا۔ لیکن کسی نے بھی احراری اسیروں کے پسماندگان کو ایک پائی نہیں دی بہت سے لوگ میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ اسیران فرنگ کے گھر میں کھانے کو بھی نہیں ہے۔ اور احراری لیڈر بالکل توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ایک مرکزی کمیٹی بنائی جائے چونکہ قوم کو مجھ پر روپیہ کے معاملہ میں زیادہ اعتبار ہے۔ اس لئے میرے سپرد یہ کام کیا گیا مجھے اس جلسہ کے درہم برہم ہونے کا پہلے ہی علم تھا۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا۔ کہ یہ کارروائی خواجہ عبدالرحمٰن کی طرف سے ہوگی۔ یہ وہی ہمدانی صاحب ہیں۔ جو جیل سے مجھے پیغامات بھیجتے تھے۔ کہ ڈپٹی کمشنر صاحب سے کہکر ضمانت منظور کرا دی جائے۔ یہ وہی کارکن ہیں۔ جنہوں نے ڈاکٹر کچلو سے پرائیویٹ طور پر نو ہزار روپیہ کانگرس میں شمولیت کے لئے طلب کیا تھا۔" (زمیندار ۱۴ راگست)

ان افسوسناک حالات کو پڑھ کر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جو لوگ آپس میں اس طرح دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ انہیں مسلمانوں کے حقوق و مفاد کا کوئی خیال ہے۔ اور اس کام کے لئے فرصت کا کوئی لمحہ نکال سکتے ہیں۔

فتنہ و فساد کی وجہ

دراصل یہ سارا فتنہ و فساد۔ یہ سارے لڑائی جھگڑے محض اس لئے ہیں۔ کہ یہ لوگ قومی اور ملی مفاد کے مقابلہ میں ذاتی اغراض اور منافع کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی کوشش یہ ہے۔ کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اسے موقعہ ملے۔

درخواست

ہم ایسے تمام اصحاب کی خدمت میں درد بھرے دل کے ساتھ یہ درخواست پیش کرتے ہیں۔ کہ خدارا موجودہ وقت کی نزاکت کو محسوس کریں۔ پیش آمدہ خطرات پر نظر کریں۔ اور مسلمانوں کو بحیثیت قوم تباہی و بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔ اس مقصد کے حاصل ہو جانے کے بعد انہیں جو فوائد حاصل ہوسکینگے۔ ان کے مقابلہ میں ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جن کی خاطر انہوں نے مسلمانوں کو انشقاق اور فتنہ و فساد میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور اس طرح اپنے ماتھے پر قومی غداری اور بے وفائی کا داغ لگا رہے ہیں۔

عام مسلمانوں سے التماس

اس کے ساتھ ہی ہم عام مسلمانوں سے بھی یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ایسے نازک وقت میں ان لوگوں کے آلۂ کار نہ بنیں۔ جو مسلمانوں میں فتنہ و فساد کا موجب بن رہے ہیں۔ اور انہیں صاف طور پر کہدیں۔ کہ وہ اپنی اس تباہ کن روش سے باز آ جائیں اور مسلمانوں کے متحدہ مفاد کے لئے مل کر کام کریں۔ جو اس بات سے انکار کرے۔ اور فساد انگیز طریق عمل کو ترک نہ کرے۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور آپس کے اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ کہ کامیابی اور کامرانی کا دارومدار اسی پر ہے۔

وہاڑی منڈی کے سب انسپکٹر کی خلاف قانون کارروائی

پولیس کا فرض قیام امن اور پبلک کے کمزور طبقہ کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے لیکن بعض ایسے افسر جو انتظامی قابلیت سے تہی دست ہوتے ہیں۔ ان کے لئے چونکہ کمزور فریق کی دادرسی کرنے اور اس کا حق دلانے کی نسبت اس پر جبر و تشدد کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس پر ہر قسم کا دباؤ ڈالتے اور تہذیب و شرافت کو نظرانداز کر کے بدزبانی اور فحش کلامی کا نشانہ بناتے اور تکالیف میں مبتلا کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی قسم کے ایک افسوسناک واقعہ کی اطلاع ہمیں وہاڑی منڈی ضلع ملتان کے متعلق پہنچی ہے۔ وہاں کے سکھوں نے احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اور اس کے لئے تاریخ مقرر کر لی گئی۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مناظرہ میں کامیابی حاصل کرنا محال ہے۔ تو انہوں نے ہندوؤں سے اس قسم کی درخواست مقامی افسروں کو دلا دی۔ کہ فساد کا خطرہ ہے۔ مناظرہ روک دیا جائے اس پر اول تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ چونکہ اس جگہ صرف دو احمدی ہیں ان کی طرف سے کسی قسم کے جھگڑے کا قطعاً خیال بھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے جو لوگ فساد کا خطرہ بتا کر خود فساد پر آمادگی ظاہر کر رہے تھے۔ ان پر حفظ امن کی پابندی عائد کی جاتی۔ اور خود بھی قیام امن کا انتظام کیا جاتا لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا تھا۔ تو جن لوگوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ انہیں کہا جاتا۔ کہ وہ چیلنج واپس لے لیں اور مناظرہ سے انکار کر دیں۔ لیکن یہ دونوں صورتیں اختیار نہ کی گئیں۔ کیونکہ ہندو اور سکھ طاقتور ہیں۔ بلکہ مقامی سب انسپکٹر نے ایک احمدی کو بلا کر جو درزی کا کام کرتا ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے سامنے اپنے معروف طریق سے یہ لکھ کر دینے پر مجبور کیا۔ کہ سکھوں کے ساتھ مناظرہ نہیں کراؤنگا اور گالیوں اور تشدد کی دھمکیوں کے دوران میں یہ لکھا لیا۔ آخر جب تاریخ مقررہ پر

اسلام پر اعتراضات کے جواب

کلمۂ توحید اور مخالفین اسلام

اسلام کی پر حکمت باتیں

اسلام کی ہر ایک بات حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔ اور معمولی غور و فکر سے وہ حکمت سمجھ میں آسکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ مخالفین اور معترضین بغیر سوچے سمجھے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور تعجب یہ ہے۔ کہ ان باتوں پر بار بار اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ جن کی حکمت کئی بار واضح کی جا چکی ہے۔

کلمۂ توحید پر اعتراض

ایسے ہی امور میں سے کلمۂ توحید ہے۔ جس پر منکرین اسلام میں سے بڑے بڑے مدعیان علم و عقل آئے دن نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے۔ کہ مسلمان لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کو اسلام کا خلاصہ قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وحدانیت کی جو تعلیم اسلام نے دی ہے وہ بے مثل اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے لیکن خود اس کلمہ میں شرک کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اللّٰہ کے ساتھ محمد (صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس طرح اللّٰہ اور محمد (صلے اللّٰہ علیہ وسلم) کو برابر ٹھہرایا گیا ہے۔

کلمۂ توحید کے معنے

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس کلمہ کے الفاظ اور اس کے معانی کو سمجھا نہیں گیا۔ یا سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی ورنہ ایک انصاف پسند اور تعصب سے خالی انسان ایک منٹ کے لئے بھی اسلام پر یہ اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ اس کلمہ کے ذریعہ شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کلمہ کے الفاظ کی ترکیب میں کوئی ایسی پیچیدگی نہیں۔ جو سمجھ سے بالا ہو۔ اور نہ ہی اس کے معانی میں کوئی ایسی تعقید ہے۔ جو فہم انسانی پر بوجھ ہو۔

لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے یہ کلمہ نہایت سادہ لیکن بے حد معنی خیز ــ اور قاتل شرک ہے۔ کیونکہ حقیقی توحید کی تعلیم اگر کہیں سے مل سکتی ہے۔ تو صرف اور صرف قرآن کریم سے ہی مل سکتی ہے۔ اور اسی کا خلاصہ یہ کلمہ ہے۔ جس پر نادانی سے اعتراض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس میں حقیقی توحید کو لطیف طریق سے سمجھایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللّٰہ (اور) محمد (صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس کے رسول ہیں۔ ان معنوں کو سامنے رکھ کر کوئی بتائے۔ کیونکر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اس کلمہ میں رکھ کر شرک کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور کہاں سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام کا پیش کردہ کلمہ توحید وحدانیت باری کے خلاف ہے۔ کلمہ کے معانی سے اگر کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ تو یہی کہ اس میں شرک کی جڑوں پر تبر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ محمد (صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو صرف اللّٰہ کے رسول اور اس کے فرستادہ ہیں ان کے متعلق کبھی اس غلطی میں نہ پڑنا۔ جس میں بعض اور قومیں اپنے نبیوں کے متعلق پڑ گئیں۔

معبود وہی ہو سکتا ہے جو اللّٰہ ہو۔ اور اللّٰہ کہتے ہیں۔ ایسی ذات کو جس کے اندر تمام صفات کمالیہ پائے جاتے ہوں۔ اور ہر ایک نقص اور کمزوری سے پاک ہو۔

پس اس کلمہ میں یہ بتایا گیا۔ کہ حقیقی معبود تو وہی ہو سکتا ہے جس میں تمام صفات کمالیہ پائے جاتے ہوں۔ اور وہ ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہو۔ ایسی ذات اللّٰہ کے سوا کوئی ہو نہیں سکتی۔ اس لئے صرف وہی معبود ہے۔ ہاں محمد (صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللّٰہ تعالےٰ کے فرستادہ اور پیغامبر ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے جو کچھ بتائیں اس کا ماننا ضروری ہے۔

اقوام عالم میں شرک

اگر مذہبی دنیا پر نگاہ کی جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کی کئی اقوام نے انسانوں کو۔ اور ان انسانوں کو جو انہیں شرک کی ظلمت سے نکال کر توحید کی وادی میں پہنچا آئے تھے ان کی وفات کے بعد انہیں اپنا معبود بنا لیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام جیسا درماندہ انسان جو اپنے آپ کو یہود کے طعن و تشنیع سے نہ بچا سکا۔ اور اپنے کو صلیب پر چڑھنے سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ خدا کا بیٹا۔ بلکہ خود خدا بنا لیا گیا۔ سری رام چندر جیسے صدمہ رسیدہ انسان مجسم ایشور خیال کر لیا گیا اور سری کرشن جی کو بھی یہی درجہ دیا گیا

کلمۂ توحید کا اثر

لیکن مخالفین اسلام میں سے کسی کو بھی یہ جرأت ہے کہ وہ بتا سکے مسلمانوں نے حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کو معبود بنایا۔ کیا مسلمان آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی معمولی شان سمجھتے ہیں۔ کیا ان کو آپ سے محبت کم ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اس نبی اور ہادی کامل جو تمام نبیوں کا سردار ہے۔ معبود نہ بنایا۔ یہ محض کلمہ توحید کا ہی اثر ہے جس نے مسلمانوں کو اس مہلک مرض سے بچا لیا۔ اور یہ صرف اسلام ہی کو کمال حاصل ہے۔ کہ جس طرح اس نے توحید کی کامل تعلیم پیش کی۔ اس طرح مسلمانوں کو شرک سے بچانے کے لئے انتظام بھی کیا۔

پس کلمہ توحید پر اعتراض کرنا محض جہالت اور نادانی ہے

خاکسار

شیخ مبارک احمد مولوی فاضل "جامعہ"

اسلام میں مرد و عورت کے حقوق

آریہ اخبار "پرکاش" (۷ اگست) نے اسلام میں مرد و عورت کی مساوات نہ ہونے کے متعلق یہ امر پیش کیا ہے۔ کہ عورت کے لئے تو یہ حکم ہے۔ کہ طلاق کے بعد عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرے لیکن مرد کے لئے اس قسم کی کوئی پابندی نہیں رکھی۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"عدالت اور عدت کا حکم عورت کے لئے ہی ہے یا مرد کے لئے بھی کوئی پابندی ہے۔ کیا احمدی اس پر روشنی ڈالیں گے"

پرکاش کو معلوم ہونا چاہیئے۔ بذریعہ عدالت طلاق کی تصدیق اس لئے کرائی جاتی ہے۔ کہ عورت کو بعد میں کوئی تکلیف نہ پیش آئے۔ اور عدت کا حکم اس لئے ہے کہ پہلے خاوند سے اگر حمل ہو۔ تو اس کی تعیین ہو جائے۔ اور دوبارہ نکاح کرنے کے متعلق غور و فکر کا موقعہ مل جائے۔ یہ امور عورت کے فائدہ کے لئے ہیں۔ نہ کہ اس کے رستہ میں پابندیاں ہیں۔ اور چونکہ مرد کو یہ حالات پیش نہیں آسکتے۔ اس لئے اس پر یہ عائد نہیں کی گئیں۔ اگر آریہ ثابت کر دیں۔ کہ مرد کو بھی ایسی صورت پیش آسکتی ہے تو مرد کے لئے عدت کا مطالبہ کرنے کا انہیں حق ہو گا

اصل بات یہ ہے۔ کہ کسی عورت کے لئے قطعاً یہ جائز نہیں ہے۔ کہ ایک خاوند کی زوجیت میں ہو کر اپنے نکاح کے متعلق کوئی تجویز کرے۔ لیکن مرد ایک عورت کی موجودگی میں اپنی ضروریات کے ماتحت دوسرا نکاح کر سکتا ہے۔ اس لحاظ سے جب عورت کی پہلے مرد سے باقاعدہ علیحدگی ہو جائے۔ اس وقت اسے اپنی آئندہ زندگی کے متعلق غور و خوض کرنے کے لئے بھی مہلت کی ضرورت ہے۔ اور یہ فائدہ عدت کے عرصہ سے اٹھایا جا سکتا ہے۔ پس اسلام کا عورت کے لئے عدت مقرر کرنا خود اس کے فائدہ کے لئے ہے نہ کہ مرد کے مقابلہ میں

فضیلت اسلام

جسمانیات سے روحانیات کی طرف راہ نمائی

مذہب کی حقیقی غرض

مذہب کی حقیقی غرض بنی نوع انسان کو اللہ تعالےٰ کا محبوب بنانا اور اس رشتۂ عبودیت کو مستحکم کرنا ہے۔ جو خالق و مخلوق کے درمیان ہے۔ جو مذہب اس مقصد کو عمدگی کے ساتھ سرانجام دیتا ہے۔ بلاشبہ اس کا ماننا فلاح انسانی کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور جو مذہب یہ گوہر مقصود حاصل کرانے میں ناکام رہتا ہے۔ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ؛

قرآن مجید نے جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی اور کوئی مذہبی کتاب روحانیات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس پہلو کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

روحانی اور جسمانی تکمیل میں مشابہت

اللہ تعالےٰ سورۂ مومنوں میں فرماتا ہے۔ کہ روحانی اور جسمانی تکمیل چھ مدارج میں ہوتی ہے اور روحانی جسمانی نظام میں نہایت ہی عجیب و غریب مطابقت ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون۔ والذین ھم لفروجھم حافظون۔ الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک ھم العادون۔ والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون۔ والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔ یعنی وہ مومن کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نمازیں نہایت خشوع کے ساتھ بحضور قلب ادا کرتے۔ لغو باتوں سے اعراض کرتے۔ زکوٰۃ ادا کرتے۔ فروج کی حفاظت کرتے۔ امانات اور عہود کی رعایت رکھتے اور نمازوں کے محافظ ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ جنت فردوس کے وارث ہو کر اس میں ہمیشہ اقامت پذیر ہوں گے۔

اس کے مقابلہ میں جسمانی ترقیات کے چھ مراتب کا ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً۔ ثم انشانٰہ خلقاً اٰخر۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنے ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرتے ہوئے سب سے پہلے نطفہ کی شکل دی۔ پھر خون کا لوتھڑا بنایا۔ پھر گوشت کا ٹکڑا پھر ہڈیاں بنائیں۔ اور آخر میں ان ہڈیوں پر کھال چڑھا کر اسے ایک اور صورت عطا کر دی۔

پہلی آیات میں جن چھ مدارج روحانیہ کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اول۔ نمازوں کو خشوع و خضوع سے ادا کرنا۔ دوم۔ لغو باتوں سے اعراض کرنا۔ سوم۔ زکوٰۃ دینا۔ چہارم۔ فروج کی حفاظت کرنا پنجم امانات اور عہدوں کی رعایت کرنا۔ ششم نمازوں کی محافظت کرنا۔ دوسری آیات میں جن چھ جسمانی ترقیات کا ذکر ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اول۔ نطفہ ہونا۔ دوم علقہ بننا۔ سوم۔ مضغہ بننا۔ چہارم ہڈیاں بننا۔ پنجم ہڈیوں پر گوشت چڑھانا۔ ششم روح پھونک کر ایک نئی مخلوق بنا دینا ؛

ترتیب آیات میں کمال

یہ ترتیب جو اللہ تعالےٰ نے جسمانی اور روحانی مدارج کے ذکر میں ملحوظ رکھی ہے۔ ظاہر کرتی ہے۔ کہ ہر روحانی درجہ کے مقابلہ میں ایک جسمانی درجہ ہے۔ اور جس طرح جسمانی درجات میں بلندی کی طرف جاتے ہوئے انسان اپنے جسمانی کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح روحانی درجات میں ارتقاء کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے انسان روحانی کمال کو حاصل کر لیتا ہے ؛

جسمانی تکمیل کا پہلا درجہ

جسمانی تکمیل کا پہلا درجہ اللہ تعالےٰ نے نطفہ قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ نطفہ ایک ایسا تخم ہوتا ہے۔ جو اجمالی طور پر بننے والے انسان کے تمام قویٰ۔ صفات۔ عادات اور خصائل کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ خطرات میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بیج بعض دفعہ ناقص اور ناموزون زمین میں گر کر ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نطفہ بھی بعض دفعہ رحم کے نقائص کی وجہ سے معدوم ہو جاتا۔ اور اپنے کمالات ظاہر نہیں کر سکتا۔ یہی حال روحانی تکمیل کے پہلے درجہ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ھم فی صلاتھم خاشعون میں یہ بتایا ہے۔ کہ پہلا روحانی درجہ وہ خشوع و خضوع رقت اور سوز ہے۔ جو نماز میں مومن کو میسر آتا ہے۔ یہ وہ تخم ہے۔ جو عبودیت کی زمین میں بویا جاتا۔ اور اجمالی طور پر کامل روحانی انسان کے خواص اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن جس طرح نطفہ اپنی ترقی مدارج کے لئے رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اس ہستی کے لطف و کرم اور جذب کا محتاج ہوتا ہے جسے رحیم کہا جاتا ہے۔ اور جس طرح بعض اوقات نطفہ پیش آمدہ نقائص کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگرچہ وہ اپنی نمازوں میں روتے۔ اور گریہ و بکا سے کام لیتے ہیں۔ مگر چونکہ رحیم و کریم مولیٰ سے ان کا حقیقی تعلق نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کا تمام سوز و گداز بیکار ثابت ہوتا ہے۔ غرض جس طرح نطفہ جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے۔ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح وہ انسان بھی اللہ تعالےٰ کی محبت اور جذب کا محتاج ہوتا ہے۔ جسے نماز میں خشیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر خدا کی کشش شامل حال نہ ہو۔ تو اس کے ضائع ہو جانے کا ہر وقت خطرہ ہوتا ہے

روحانی تکمیل کا ابتدائی درجہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"روحانی وجود کا پہلا مرتبہ جو حالت خشوع ہے۔ اور جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ جو نطفہ ہے۔ باہم اس بات میں تشابہ رکھتے ہیں۔ کہ جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ یعنی نطفہ بغیر کشش رحم کے ہیچ ہے۔ اور روحانی وجود کا پہلا مرتبہ یعنی حالت خشوع بغیر جذب رحیم کے ہیچ۔ اور جیسا کہ دنیا میں ہزارہا نطفے تباہ ہوتے ہیں۔ اور نطفہ ہونے کی حالت میں ہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور رحم سے تعلق نہیں پکڑتے۔ ایسا ہی دنیا میں ہزارہا خشوع کی حالتیں ایسی ہیں۔ کہ رحیم خدا سے تعلق نہیں پکڑتیں۔ اور ضائع ہو جاتی ہیں۔ ہزارہا جاہل اپنے چند روزہ خشوع اور وجد اور گریہ زاری پر خوش ہو کر خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم ولی ہو گئے۔ غوث ہو گئے قطب ہو گئے۔ اور ابدال میں داخل ہو گئے۔ اور خدا رسیدہ ہو گئے حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں۔ ہنوز ایک نطفہ ہے ؎

ابھی تو نام خدا ہے غنچہ۔ صبا تو چھو بھی نہیں گئی ہے
افسوس کہ انہی خام خیالیوں سے ایک دنیا ہلاک ہو گئی"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۶)

ہلاک کرنے والے امور

جن بواعث کی وجہ سے اس قسم کا خشوع بعض اوقات رد ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ مثلاً کوئی مشرکانہ ملونی۔ یا کسی بدعت کی آمیزش جیسا کہ بعض لوگ بھنگ اور چرس پیتے ہیں۔ عملی حالت انکی اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن نمازوں میں روتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسر آتی ہے۔ اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ یا لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے۔ کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے۔ جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے۔ اور لذت بھی محسوس ہو۔ تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا۔ کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے۔ بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامتیں ہیں (ص ۱۹۷)

یہ مشابہت ہے۔ جو نطفہ اور خشوع و خضوع کی حالتیں ہے اور بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "یہ مشابہت کوئی معمولی مشابہت نہیں ہے۔ بلکہ صانع قدیم جل شانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے۔ کہ دوسرے جہان میں بھی یہ دونوں لازمی ہونگی۔ مگر مشابہت میں اس قدر ترقی کر جائینگی۔ کہ ایک ہی ہو جائینگی" (ص ۱۹۷)

غرض یہ پہلا روحانی درجہ ہے۔ جو اسلام بتاتا ہے۔ اور انسان کو جسمانیات کے ذریعہ روحانیات میں ترقی کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔ اور کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جس نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہو ؛

مذاہب غیر

لنگائت مت

ہندو دہرم کے فرقوں میں سے ایک کا نام لنگائت ہے۔ اس کے پیرو عام طور پر شیو لوگوں کی طرح ہی اپنے اصول رکھتے ہیں۔ لیکن ان میں یہ فرق ہے۔ کہ شیو لوگ نارائن اور شو کے سوا کسی کو نہیں مانتے۔ لیکن لنگائت مت والے مہادیو کو بھی مانتے ہیں۔ لنگائت مت کے لوگ اصل میں مورتی پوجک ہیں۔ دوسرے مت کے لوگوں کی طرح ان کے بھی جگت گورو ہوتے ہیں۔ جو مٹھ کا نشی اور گدگ علاقہ کرناٹک وغیرہ کئی مقامات میں رہتے ہیں جیسے پنجاب میں ہندو ایک دوسرے کے متعلق لالہ جی۔ مہاشہ جی اور شریمان جی وغیرہ الفاظ تعظیم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لنگائت لوگوں میں اپا کا لفظ تعظیمی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اس مت کے لوگ زیادہ تر دکن میں پائے جاتے ہیں اور خصوصاً علاقہ کرناٹک میں ان کی کثرت ہے۔ یہ لوگ ٹھاکر جی کو گلے میں لٹکائے رکھتے ہیں۔ تاکہ وہ ہر وقت ان کا نگران رہے

مذہبی کتب

لنگائت مت کی مذہبی کتب کے متعلق صرف اتنا بتایا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے دہرم گرنتھ کا نام آگم ہے۔ لیکن یہ ان کے جگت گرو تک نہیں جانتے۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اور اس میں کیا ہے۔ چنانچہ ایک آریہ اپدیشک نے ۱۰ ر جولائی کے پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ

"گدگ علاقہ کرناٹک میں میں نے ان کے جگت گورو جی مہاراج سے بھینٹ کی۔ تب بات چیت میں پوچھا۔ کہ آپ کا دہرم گرنتھ کونسا ہے۔ انہوں نے بتلایا۔ کہ ہمارے دہرم گرنتھ کا نام آگم بتلایا جاتا ہے وہ کہاں ہے۔ کس کے پاس ہے۔ کسی نے دیکھا ہے۔ یا پڑھا ہے۔ کچھ معلوم نہیں"

اس نام کے دہرم گرنتھ کے علاوہ ان کی اور کئی کتابیں ہیں۔ جس کا زیادہ تر حصہ کنڑی زبان میں ہے

ٹھاکر جی

یہ لوگ ایک گول پتھر پر بھورے رنگ کے روغن کا پلستر چڑھا کر اس کی شکل بالکل آلہ تناسل جیسی بناتے ہیں۔ اور پھر اسے کپڑے میں لپیٹ کر سونے یا چاندی کی ڈبیہ میں بند کر کے ایک موٹے سے دھاگے میں باندھ کر جسے یہ شیو کا ڈورا کہتے ہیں۔ گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔ اور اسے لنگ کہتے ہیں۔ جس ڈبیا میں لنگ کو بند کیا جاتا ہے اس کی شکل تقریباً مندر کی سی ہوتی ہے۔ لنگ کو گلے میں لٹکانے کے لئے ان کے ہاں بھی اس قسم کی رسوم ادا کی جاتی ہیں جس قسم کی عام ہندوؤں میں جنو تار پہنانے کے وقت کی جاتی ہیں۔ یہ لنگ مرد عورت سب کے لئے گلے میں لٹکانا ضروری ہوتا ہے۔

لنگ کی پوجا

روزانہ اس لنگ کو ڈبیہ میں سے نکال کر نہلاتے۔ اور اس پانی کا چرنامرت سمجھتی کہ اپنے کھانے کی چیزوں پر بھی چھڑکتے ہیں چرنامرت لینے کا طریق یہ ہوتا ہے۔ کہ ہاتھ میں ہی لنگ کو دھوتے ہیں۔ اور لنگ کو انگلیوں میں دبا کر اور مونہہ سے لگا کر پانی پی جاتے ہیں۔

تین قسم کے لنگ

یہ لوگ تین قسم کے لنگ مانتے ہیں۔ (۱) اشٹ لنگ (۲) پران لنگ (۳) بھاو لنگ

اشٹ لنگ ڈبیہ میں رکھتے ہیں۔ اور اس کی پوجا کو لنگ کی پہلی منزل بتاتے ہیں۔

پران لنگ کی پوجا دل اور من میں کرتے ہیں۔ اس پوجا کو وسطی یعنی درمیانی پوجا کہا جاتا ہے

بھاو لنگ کی پوجا میں مذکورہ بالا دونوں قسموں کی پوجا نہیں رہتی۔ بلکہ اس میں نراکار یعنے غیر مجسم لنگ کی پوجا کی جاتی ہے یعنی محض تصور قائم کیا جاتا ہے۔ یہ پوجا اعلیٰ ترین سمجھی جاتی ہے لیکن آخری دونوں قسم کی پوجا یعنے بھاو لنگ کی پوجا اور پران کی پوجا کرنے والا کوئی نہیں پایا جاتا۔ اشٹ لنگ کی پوجا کرنے والے ہی دیکھے جاتے ہیں

گورو پوجا

لنگ کی طرح گورو کے بھی پاؤں دھو کر چرنامرت لیتے اور اپنے کھانے کی اشیاء پر بھی اس پانی کو ڈالتے ہیں۔ اور اس طرح کرنے کے بعد خود کھاتے۔ اور دوسروں کو کھانے کے لئے دیتے ہیں اور اگر گورو پاس نہ ہو۔ تو لنگ کو ہی دھو کر کام چلا لیتے ہیں۔ پیدائشی برہمن ان کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے۔ اور نہ ہی یہ لوگ ان کے گھروں کا کھاتے پیتے ہیں۔ ان میں ایک ایسا فرقہ بھی ہے۔ جو کوئی ایسی چیز نہیں کھاتا جسے کسی نے دیکھا ہو۔ کسی کا دیکھا ہوا پانی تک بھی نہیں پیتے

مرنے کے بعد

جب کوئی لنگائت مت مر جاتا ہے۔ تو دوسرے ہندوؤں کی طرح اس کی نعش جلائی نہیں جاتی۔ بلکہ دفن کی جاتی ہے۔ دفن کرنے سے قبل ان کے ہاں یہ دستور ہے۔ کہ متوفی کے سر کو گورو پاؤں لگاتا ہے۔ ایسا کرنے سے لنگائت یہ سمجھتے ہیں۔ کہ نجات ہو جاتی ہے۔ اور یہ نجات ایسی ہوتی ہے۔ کہ جو پھر واپس نہیں لی جاتی۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے ہوتی ہے۔ یہ لوگ تناسخ کے بھی قائل نہیں

عام رسوم

یہ لوگ ماتھے پر راکھ لگاتے ہیں۔ اور سر پر چوٹی نہیں رکھتے ان کے لباس پہننے کا عام طریق وہی ہے۔ جو دکن کے دوسرے باشندوں کا ہے۔ ان کی عورتیں عموماً ساڑھی باندھتی ہیں کالے اور نیلے رنگ کے کپڑے کو مبارک سمجھا جاتا ہے۔ شادی شدہ عورتیں سروں پر کپڑا نہیں اوڑھتیں

اصلاح کی ضرورت

یہ لوگ تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ دس فیصدی سے زیادہ پڑھے ہوئے لوگ ان میں نہیں پائے جاتے۔ اور وہ بھی جو صرف کنڑی زبان جاننے والے ہوں گے۔ ان کو بھی ہندو کہا جاتا۔ اور ہندوؤں میں شمار کیا جاتا ہے حالانکہ ہندوؤں سے یہ لوگ بہت بڑے اختلافات رکھتے ہیں۔ آریہ سماجی۔ ہندوؤں کی تعداد بڑھانے کے لئے نہ کہ ان لوگوں کی اصلاح و ترقی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ کہ انہیں ہندو کہلانے پر پختہ کریں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ مسلمان انکی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور انہیں بتائیں۔ کہ ہندو کہلا کر اور ہندوؤں سے رشتہ جوڑ کر انہیں جو کچھ حاصل ہوا ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ اب وہ اسلام کے حلقہ بگوش بن کر دیکھیں۔ اسلام میں آ کر ان کا درجہ کتنا بلند ہو جاتا ہے۔ اور کس قدر توہمات سے نجات حاصل ہو جاتی ہے ؛

مورتیاں اور آریہ سماجی

آریہ سماج کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ بت پرستی کے خلاف ہے اسے مٹا کر اس کی جگہ ایشور پرستی قائم کرنا چاہتی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ انہی لوگوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔ جو اپنی عقل و فکر سے کام لے کر اور اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر بت پرستی ترک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ اسے نہیں چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے دھرم کی روایات اور تاثرات کی وجہ سے اس پر پختہ ہیں۔ ان کے سامنے آریوں کو بھی بت پرستی کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اور نہ صرف یہی۔ بلکہ ان میں رہ کر خود بھی بتوں کی تعظیم و تکریم کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ "پرکاش" ۱۰ ر جولائی میں حیدرآباد دکن کے علاقہ کے آریوں کی اس بارے میں ایک مندر کے پجاری نے جس کے مندر کی بعض مورتیاں توڑ دی گئی تھیں۔ جو حالت بیان کی ہے وہ یہ ہے۔

"جہاں تک میرا ذاتی تجربہ ہے۔ ایک ہندو مذہب کا تیج سے تیج نزتہ کا شخص بھی دیویوں کی بے حرمتی اور مورتیوں کا توڑنا کبھی پسند نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ آریہ سماج بھی مندروں اور مورتیوں کا احترام اور ان کی حفاظت کرنے میں ہم سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ جس کا عملی ثبوت عموماً ہندوستان اور خصوصاً حیدرآباد میں واضح طور پر ہے"

جن لوگوں کی اپنی حالت یہ ہے۔ وہ اگر لنگائت مت والوں

ورزش جسمانی اور احمدیہ کور

کے متعلق

ضروری اعلان

ورزش جسمانی اور احمدیہ کور کے متعلق کئی ایک اعلانات اخبار میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور ان سے آگاہ ہو کر بعض اصحاب نے تاریخ مقررہ یعنی یکم ستمبر تک کھلائی کے لئے قادیان پہنچ جانے کی اطلاع بھی دیدی ہے۔ لیکن ایسے احباب کی تعداد ابھی تک بہت تھوڑی ہے۔ ضرورت یہ ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کم از کم ایک ایک نوجوان اور زیادہ سے زیادہ جس قدر بھیج سکے۔ ضرور بھیجے۔ اور پھر ان کے ذریعہ اپنے ہاں باقاعدہ ورزشی نظام قائم کرے۔

ضرورت وقت

یہ طریق عمل جہاں جسمانی صحت اور تندرستی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ وہاں ملک اور قانون کی خدمت کیلئے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کی خاطر بھی لابدی ہے۔ اور اس ضرورت کو حالات ملک روز بروز زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اور خاص کر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں جرأت اور بہادری، شجاعت اور جوانمردی کی کمی نہیں۔ ہر ایک مسلمان ملک میں امن و امان قائم کرنے اپنی عزت و آبرو۔ اور جان و مال کی حفاظت کیلئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے بخوشی تیار ہو سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ تربیت کے نہ ہونے اور نظام کی پابندی سے کام نہ کرنے کی وجہ سے ایسا عظیم الشان نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جس کی اس وقت ضرورت ہے۔ اگر مسلمان ایک نظام میں منسلک ہو کر کام کریں۔ ملک و قوم کی خدمت کے صحیح طریق انہیں معلوم ہوں اور اس بارے میں تربیت یافتہ ہوں۔ تو ان کی مساعی نہایت کارآمد اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہیں

دو اہم تجاویز

انہی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان جماعت کے مشورہ سے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ قادیان میں ایک ٹریننگ کلاس کھولی جائے۔ جس میں بیرونی جماعتوں کے نوجوان شامل ہوں۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے یہ بھی فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ ایک احمدیہ والنٹیر کور بنائی جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ احمدی نوجوان اس کور میں داخل ہوں

ان دونوں تجویزوں کو کامیاب بنانا تمام احمدیوں کا فرض ہے۔ اور اب جبکہ یکم ستمبر سے ٹریننگ کلاس کی تعلیم کا قادیان میں انتظام کیا جا رہا ہے۔ ضروری ہے کہ بیرونی جماعتوں کے نوجوان کافی تعداد میں شریک ہوں۔ اور پنجاب کی کوئی جماعت ایسی نہ رہے۔ جس کی طرف سے کوئی نوجوان نہ آئے۔

ذیل میں وہ ضروری امور درج کئے جاتے ہیں جو ٹریننگ کلاس اور احمدیہ کور کے متعلق تجویز کئے گئے ہیں۔ اور جن کی پابندی ان میں شریک ہونے والوں کے لئے ضروری ہوگی۔

۳ جولائی جو مشاورتی کمیٹی ہوئی۔ اس میں حسب ذیل امور طے کئے گئے۔

طلباء کے متعلق تجویز

قادیان کے مدارس کے طلبہ کی کلاس کے متعلق قرار پایا۔ کہ اس میں شریک ہونے والوں کو تمام ریکروٹی کورس ختم کرا دیا جائے۔ سوائے چاند ماری کے۔ کیونکہ اس کے لئے فی الحال کوئی انتظام نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے متعلق کوشش کی جائے کہ یہاں رائفل کلب کا لائسنس مل جائے۔ تاکہ چاند ماری بھی سکھائی جا سکے۔ ناظر صاحب امور عامہ کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ وہ قادیان میں رائفل کلب کا لائسنس حاصل کرنے کا انتظام کریں۔

ہیئت نظام

بیرونی جماعتوں میں احمدیہ کور کے قیام کے متعلق مندرجہ ذیل باتوں کا فیصلہ ہوا۔

۱۔ احمدیہ کور کا دستہ (Section) سات آدمیوں کا ہوگا۔ ایک سربراہ دستہ اور چھ والنٹیر

۲۔ چار دستوں کو ملا کر ایک پلٹون یا ٹروپ بنایا جائے اور پھر چار پلاٹون ملا کر ایک کمپنی ہوگی۔

۳۔ چونکہ ہماری جماعت کے افراد تھوڑی تھوڑی تعداد میں مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کسی ایک جگہ شاید ہی کمپنی بن سکے۔ اس لئے فیصلہ ہوا۔ کہ حسب تعداد جماعت دستے یا پلاٹون اور کمپنیاں قائم کی جائیں۔ اور پھر قریب قریب کے دستوں اور پلاٹونوں کو ملا کر کمپنیاں بنا دی جائیں۔

ٹریننگ

کور کے والنٹیر کی سکھلائی کے متعلق حسب ذیل تجویز ہوئی۔

۱۔ مارچ اور ڈبل مارچ افسر کی نگرانی کے ماتحت ہفتہ میں ایک بار۔ اس میں فارم فوز۔ ٹو ڈیپ رائٹ اور لفٹ ٹرن اور وصیل ہوگا۔

۲۔ لاٹھی فائٹنگ اور گتکا۔ ہفتہ میں دو دفعہ

۳۔ معائنہ سامان اور پی ٹی ہفتہ میں ایک دفعہ

۴۔ باقاعدہ فوجی نظام کے طرز پر ہر ماہینہ میں ایک دفعہ

۵۔ اپنی پلٹون میں مل کر کام کرنا مہینہ میں ایک دفعہ

۶۔ کمپنی میں کام کرنا سال میں ایک دفعہ

۷۔ تمام کور کی ریلی سال میں ایک دفعہ

والنٹیرز کو تحریک کی جائے۔ کہ وہ غلیل اور اگر اجازت ہو۔ تو تیر کمان اور تلوار بھی رکھیں۔ یہ صرف تحریک ہوگی۔ لازمی امر نہ ہوگا۔

سامان

۱۔ ایک سوٹی پانچ فٹ ۷ انچ لمبی

۲۔ رسی $\frac{1}{4}$ انچہ موٹی ۱۵ فٹ لمبی

۳۔ سکوٹ چاقو۔

۴۔ قرآن شریف

۵۔ کشتی نوح

وردی

(۱) پولیس ٹائپ جوتی۔ یا بوٹ۔ (۲) جراب (۳) نکر خاکی (۴) قمیص خاکی (۵) پگڑی خاکی۔

قمیص نصف آستین کی ہوگی۔ جس کا کالر سبز ہوگا۔ نیز آستین کا کنارہ سبز۔ آنے والے اصحاب یہ وردی خود بنوا کر نہ لائیں۔ بلکہ یہاں بنوائی جائے گی۔ تاکہ ایک طرز کی بن سکے۔ اور پھر احباب اپنے اپنے مقامات پر جا کر اس کے مطابق بنوائیں۔

عہد

والنٹیر کور کے لئے یہ اقرار ہوگا۔

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں۔ کہ:۔

۱۔ جو فرائض خدا۔ اس کے رسول اور خلیفہ وقت کی طرف سے مجھ پر عائد ہیں۔ میں تا بمقدور انہیں سرانجام دینے کی کوشش کرونگا۔

۲۔ ملک میں نہ صرف خود امن سے رہونگا۔ بلکہ حتی الوسع دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرونگا۔ اور بغاوت و بدامنی کا ہمیشہ مقابلہ کرونگا

۳۔ باہمی مقدمات تنازعات اور فسادات سے ہمیشہ اجتناب کرونگا۔

۴۔ مسلمانوں سے خصوصاً اور دیگر بنی نوع انسان سے عموماً ہمدردی کرونگا

۵۔ احمدیہ والنٹیر کور کے قواعد اور ضوابط کی ہمیشہ پابندی کرونگا۔

نمبر ۲۱ جلد ۲۰ — اخبار الفضل قادیان دار الامان۔ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء

کشمیر کی اقتصادی اصلاح کی تجاویز

قابلِ توجہ حکام کشمیر

خوشی کی بات ہے۔ کہ والئی کشمیر نے باشندگان ریاست کی مالی حالت درست کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔ اور جیسا کہ اخباروں سے معلوم ہوتا ہے۔ وزیر اعظم نے ایک سرکلر کے ذریعہ سے سربرآوردہ لوگوں سے استفسار کیا ہے۔ کہ ریاست کی موجودہ بدحالی کے اسباب کیا ہیں۔ اور اس کی اقتصادی حالت کس طرح بہتر بنائی جاسکتی ہے۔

میں نے چونکہ اقتصادیات اور کمرشل جغرافیہ کا ایک عرصہ تک مطالعہ کیا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ الفضل کے ذریعہ حکام کشمیر کے آگے کچھ ایسی عملی تجاویز پیش کروں۔ جن پر وہ ہمدردانہ غور کرکے فائدہ اٹھا سکتے ہیں

اقتصادی پستی کی وجہ

کشمیر کی موجودہ بدحالی کا سبب یہ ہے۔ کہ یہاں کی مصنوعات یعنی ریشم اور اون کہ جن میں کشمیر کو واحد اجارہ حاصل تھا چین اور جاپان کے نقلی ریشم اور دوسرے ممالک کی ارزاں اون کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اسی وجہ سے کشمیری ان مصنوعات کو نفع بخش خیال نہیں کرتے۔ اس وجہ سے تاجر لوگوں کو ایک ناقابل برداشت خسارہ ہوا۔ جسکا صدمہ مالیات کے محکمہ کو بھی پہنچا۔

زبوں حالی کو سدھارنے کے ذرائع

ریشم اور اون کی تجارت اس وقت تک چمک نہیں سکتی جبتک کہ لوگوں کی قوت خرید زیادہ نہ ہو۔ اور قیمتوں میں ایک خاطر خواہ اضافہ نہ ہوجائے۔ اور یہ اسی وقت ہوگا۔ جب جاپان کی موجودہ پالیسی یعنے "ڈمپنگ*" کا مقابلہ کیا جائیگا۔ اور اس کے لئے گورنمنٹ ہند نے پچھلے ہفتہ ایک کمیٹی مقرر کردی ہے۔ جو اس مسئلہ پر رپورٹ کرکے تجاویز پیش کریگی۔ کہ جاپانی اشیاء درآمدہ پر کس طرح محصول لگایا جاسکتا ہے تاکہ ملک میں ان کا نرخ مہنگا ہوجائے۔ اور ہماری اپنی مصنوعات کو فروغ حاصل ہو لیکن باوجود اس کے کشمیر کی حالت اس درجہ تک نہیں سدھر سکتی۔ کہ جس درجہ تک اس کی اقتصادی مشکلات کے حل کے لئے ضرورت ہے۔ میں اس کے لئے یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ان مصنوعات کو فروغ دیا جائے جن کے لئے قدرت نے اس خطہ بے نظیر کو مناسب خیال کیا ہے۔ اور جن کے لئے یہاں کی آب وہوا اور قدرتی ذرائع ہر طرح سے موزوں ہیں۔

فلیکس اور ہمپ

کشمیر کے قدرتی ذرائع ایسے ہیں۔ کہ جو فلیکس اور ہمپ کی زراعت کے لئے خاص طور پر مناسب حال ہیں۔ اور جغرافیہ پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ یہ دونوں اشیاء دنیا کی تجارت میں کسقدر اہم ہیں۔ فلیکس اور ہمپ کے جو عام طور پر اردو میں معنے لئے جاتے ہیں۔ ان سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ فلیکس سے میری مراد وہ پودہ ہے جس سے Linseed پیدا ہوتا ہے۔ اور Hemp سے مراد وہ بھنگ ہے۔ جو کاشت کی جاتی ہے۔ یہ دونوں اشیاء نہایت کارآمد ہیں۔ بھنگ سے تو کینوس Canvas اور رسے وغیرہ بنتے ہیں۔ اور فلیکس سے ململ وغیرہ

بھنگ اور فلیکس کی اشیاء کی مانگ

۱۹۲۷ء میں ایک کروڑ بیاسی ہزار گز ہمپ کینوس ہندوستان میں درآمد کیا گیا۔ جسکی قیمت تقریباً ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ بنتی ہے۔ اور اسی سال دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپے کی دیگر اشیائے بھنگ ملک میں درآمد کی گئیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں کس قدر مانگ ہے۔

اسی سال ۸۰ ہزار ٹن خام بھنگ۔ چار ہزار ٹن رسے اور ایک ہزار چار سو ٹن بھنگ کی دیگر مصنوعات برطانیہ میں درآمد کی گئیں۔ ان کی مجموعی قیمت ۹ لاکھ ۷۰ ہزار روپے بنتی ہے۔

ہندوستان کا حصہ

بھنگ اور فلیکس کی یہ اشیاء پہلے روس سے درآمد کی جاتی تھیں۔ لیکن ان کی پے در پے بے قاعدگی نے برطانیہ کو یہ سبق دیا۔ کہ ان اشیاء کے بارے میں جہاں تک ہوسکے سلطنت کو خود مختار ہونا چاہیئے۔ پس اس نے اپنی سلطنت کے اندر ہی ان اشیاء کو فروغ دینا شروع کیا۔ لیکن شومئی قسمت سے ہندوستان نے اس میں بہت کم حصہ لیا۔ حالانکہ بھنگ اور فلیکس کا اصلی وطن ہندوستان ہی ہے۔ جنگ عظیم کے بعد ہندوستان میں تجربے بھی کئے گئے۔ لیکن بوجہ ہاتھ سے ریشم اتارنے کے کامیابی نہ ہوئی۔ بھلا دستی کارروائی کا مقابلہ یورپ کی مشین سے کیسے ہوسکتا تھا۔

بھنگ اور کشمیر

یہ تجربہ سے ثابت ہوچکا ہے۔ کہ کشمیر کی آب وہوا بھنگ کی پیداوار کے لئے خاص طور پر موافق ہے۔ چنانچہ جن دنوں میں جے ۔۔ کے سرکار پنجاب گورنمنٹ کے محکمۂ پارچہ بافی کے ماہر خاص تھے۔ انہوں نے خود تجربہ کیا۔ اور ان کا بیان ہے۔ کہ کشمیر کی پہاڑیاں اسکی پیداوار کے لئے خاص طور پر مناسب ہیں

گھریلو صنعتیں

علاوہ اس کے کہ یہ صنعت کئی بے روزگاروں کو بارو‌زگار کردے گی۔ اور اس کے ساتھ کسانوں کی حالت بھی سدھر جائیگی اس کے ساتھ کئی گھریلو صنعتیں بھی فروغ پاجائیں گی جس سے کشمیر کی اقتصادی حالت اور بھی مضبوط بنیادوں پر قائم ہوجائیگی مثلاً رسے اور دھاگے بنانے کی صنعت۔ ہاتھ سے بنی ہوئی ململ کی صنعت۔ بھنگ کے دیگر پارچات کی صنعت۔ جوتے بنانے کی صنعت چمڑے کے ڈول بنانے کی صنعت وغیرہ وغیرہ۔

ریاست کو کس قدر منافع ہوگا

اگر ریاست اس کام کو شروع کردے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں چھ ہزار ایکڑ زمین پر بھنگ کی کاشت ہوسکتی ہے۔ جس پر دو ہزار ٹن فصل اگائی جاسکتی ہے۔ اور اس کی مجموعی قیمت آج کل کی ارزاں قیمتوں کے حساب سے بھی کم از کم ۶-۷ لاکھ روپے بنے گی۔ اور خرچ نکال کر اس سے ریاست کو تین چار لاکھ روپے سالانہ کی خالص بچت ہوگی۔

حکام ریاست سے درخواست

پس میں حکام ریاست سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا باتوں پر ہمدردانہ غور کیا جائے۔ اور جلد از جلد ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ نہ صرف حکومت کی حالت بہتر ہوجائے بلکہ ہمارے وہ بے زبان لاکھوں بھائی بھی جو صدیوں کی غلامی اور استبدادیت کا شکار ہورہے ہیں۔ اس سے استفادہ حاصل کریں۔

جاپان کی مثال

میں نہیں سمجھتا۔ اگر جاپان جنگ سے پہلے بھنگ اور فلیکس کا ایک تنکا بھی پیدا نہیں کرسکتا تھا۔ اور باوجود قدرتی ذرائع کی محرومی کے اب وہ ان کی صنعت اور تجارت میں ہر طرح سے پیش پیش ہے۔ تو کیوں وہ کشمیر جسکو قدرت کی گوناگوں فیاضیوں سے حصہ وافر ملا ہے۔ ان مصنوعات کا اجارہ دار نہیں بن سکتا۔

میرا دعویٰ ہے۔ بلکہ میرا کیا۔ سارے ماہرین جغرافیہ کا کہ اگر کوشش کی جائے۔ تو دو تین سال میں ہی بھنگ اور فلیکس کا بنگال کی سن پاٹ کی طرح ایک اجارہ قائم ہوسکتا ہے۔ جو کشمیر کی حکومت کے لئے بھی اور کشمیر کے لوگوں کے لئے بھی نہایت مفید ثابت ہوگا۔ اور اس کے ساتھ کئی مصنوعات فروغ پائیں گی۔ جو بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرکے ان کی مفلسی اور محتاجی کو خوشحالی میں مبدل کردیں گی۔

خاکسار

عبدالرحیم شبلی۔ بی کام کلاسز۔ لاہور

---

* ڈمپنگ Dumping سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ مقابلہ کرنے کی خاطر ایک ملک دوسرے ملک میں اپنی اشیاء نہایت ارزاں قیمت پر بیچے جیسے جاپان اپنی روئی اور ریشم ہندوستان میں بیچ رہا ہے

علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کا اصلاحی دور

رحمت اللہ کمیشن منعقدہ ۱۹۲۸ء کی سفارشوں کے بعد جب کہ مسلم یونیورسٹی کے اصلاحی دور کا آغاز ہوا تو بہت سے انتظامات میں تبدیلیاں ہوئیں اور بہت سی نئی تجاویز بروئے کار آئیں اور متعدد جدید اسکیموں پر عمل کیا گیا۔ یونیورسٹی کے انتظامی اور تعلیمی عہدہ داروں نے صرف اصلاح و ترقی کو اپنا مطمح نظر بنایا اور بغیر کسی جانب داری کے اسے انجام دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس قلیل عرصہ میں غیر متوقع کامیابی ہوئی

ذیل میں ان اصلاحوں اور ترقیوں کا ایک مختصر بیان پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس عرصہ کی سعی و کوشش کا ماحصل ہیں۔

سب سے ضروری مسئلہ جو اراکین یونیورسٹی کے پیش نظر تھا وہ یہاں کی روایات اور وقار کا از سر نو قائم کرنا تھا۔ جس کے متعلق انتہائی کوشش کی گئی۔ اور اس میں ایک بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔

نظام میں اصلاحات

نظام دار الاقامہ اور نظام تعلیم میں اصلاحات کی گئیں۔ یونیورسٹی کے ہوسٹلوں کو دو ہال پر تقسیم کیا گیا۔ جن کا انتظام دو علیحدہ علیحدہ پرووسٹ کے سپرد کیا گیا جن کے ماتحت وارڈن اور اسسٹنٹ وارڈن اور مانیٹر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اب انٹرمیڈیٹ کالج کے یونیورسٹی میں منضم ہو جانے سے ایک تیسرا ہال قائم ہوگا جس کا افتتاح آئندہ تعلیمی سال میں ہو جائیگا۔ تعلیمی پہلو کو بہتر کرنے کے لئے ٹیوٹوریل سسٹم کی اصلاح کی گئی اور بڑے بڑے قابل اساتذہ کا تقرر کیا گیا۔ مالی حالت کو سنبھالنے اور روپیہ فراہم کرنے میں جو کوشش ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب وائس چانسلر یونیورسٹی نے کی ہے اس سے قوم بخوبی واقف ہے یونیورسٹی کا وقار اب پھر از سر نو قوم اور گورنمنٹ کی نظروں میں قائم ہو گیا ہے۔ یہاں کے پاس شدہ طلبا کا وہی درجہ سمجھا جائیگا جو کسی اور بہتر سے بہتر یونیورسٹی کے پاس شدہ طلبار کا ہے۔ یہاں کے بی ٹی گریجوایٹ کو سرکاری مدارس میں ملازمت بہ ترجیح ملنے لگی۔ یہاں کے قانون کے گریجوایٹ کے راستے میں جو مشکلات پنجاب اور بمبئی وغیرہ میں حائل تھیں۔ وہ بھی بہت کچھ رفع ہو گئیں اور اب ہر سال علی گڑھ کے کم از کم چھ طلبار کو پنجاب میں وکالت کرنے کی اجازت ملا کریگی اور بمبئی میں تو کوئی بھی قید نہ رہی۔ میڈیکل کالج لاہور میں بھی یہاں کے طلبار داخل ہو سکتے ہیں۔

مالی امداد

ہر ایک یونیورسٹی کے وجود و قیام اور ترقی کے لئے اس کی مالی حالت کی درستی سب سے مقدم ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب نے وائس چانسلری کے عہدہ کا چارج لیتے ہی سب سے پہلے اپنی توجہ کو ادھر منعطف کیا ۱۹۲۸ء میں یونیورسٹی کی مالی حالت سقیم ہو گئی تھی بجٹ میں خسارہ رہنے لگا تھا۔ لیکن اس نازک وقت میں خدائے جل و علیٰ کی امداد مختلف صورتوں میں ظہور میں آئی اور نہ صرف بہت سی وقتی مشکلات حل ہو گئیں بلکہ نئی تجاویز کو عمل میں لانے کے لئے بہت سے ذرائع بھی بہم پہنچ گئے۔ اوائل ۱۹۳۰ء میں اعلیٰ حضرت سرکار نظام شہریار دکن نے نہایت فیاضی سے دس لاکھ کا شاہانہ عطیہ یک مشت مرحمت فرمایا اور اپنی سالانہ گرانٹ کو ۴۶ ہزار کی جگہ ۶۰ ہزار کر دیا۔ اور اسی طرح نہ صرف یونیورسٹی کو بلکہ جمیع مسلمانان ہند کو اپنا رہین منت فرمایا۔ دوسری بڑی مدد یونیورسٹی کو گورنمنٹ ہند سے ملی گورنمنٹ نے پندرہ لاکھ یک مشت دیا۔ اور گرانٹ میں اضافہ کر کے تین لاکھ سالانہ کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی ۸۱ ہزار روپیہ کا ایک عطیہ خاص دیا۔ ۱۹۳۰ء میں یوپی گورنمنٹ نے ٹریننگ کالج کے طلبا کے واسطے ۱۸ ہزار سالانہ کے وظائف منظور کئے دسمبر ۱۹۳۰ء میں ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور نے لارڈ اِرون کی آمد کی خوشی میں ایک لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔ امید کہ اس طرح اور والیان ریاست بھی یونیورسٹی کی امداد کرنے میں پیش قدمی کرینگے۔

علاوہ ان بڑی بڑی رقموں کے ذیل کے عطیے بھی قابل ذکر ہیں۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر حیدر آباد دکن	دس ہزار روپے
نواب لطف الدولہ بہادر " "	دس ہزار "
نواب معین الدولہ بہادر " "	دس ہزار "
نواب سر محمد مزمل اللہ خاں بہادر بھیکم پور	پانچ ہزار "
تقدس مآب طاہر سیف الدین بمبئی	پندرہ ہزار "
خان بہادر احمد علاء الدین حیدر آباد	آٹھ سو اٹھاسی

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی رقمیں ہیں۔ جن کی تفصیل بیان طوالت کے خوف سے نہیں دی جاتی جن کو وائس چانسلر صاحب نے مختلف موقعوں اور مقاموں میں اپنے دوستوں اور بہی خواہان یونیورسٹی سے فراہم کیا ہے۔ انہوں نے دو ہزار روپیہ طلبا کے سامان ورزش کے لئے جمع کیا جس میں ایک ہزار روپیہ جیون بخش فیروز الدین تاجر کلکتہ کا عطیہ ہے۔ کلکتہ کے ایک فراخ دل اور خدا دوست تاجر نے جو اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے چھ ہزار سالانہ وظائف دینیات کے لئے عطا کئے ہیں۔ ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک ہزار روپیہ طلبار کے انعامات کیلئے عطا فرمائے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ضروریات کی تکمیل

اس عرصہ میں یونیورسٹی کو جو فیاضانہ امدادیں حاصل ہوئی ہیں ان سے یونیورسٹی کی ضروری عمارات کی تکمیل کی گئی اور دیگر نہایت اہم ضروریات پوری کی گئیں۔ تمام یونیورسٹی میں مثلاً لکچر روم اور دار الاقامہ اور اسٹاف کے مکانات میں برقی روشنی مہیا کی گئی ہے۔ یونیورسٹی نے بجلی گورنمنٹ سے ارزاں نرخ پر حاصل کی ہے اور انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بجلی کے ذریعہ اب بہت سے سائنس کے ایسے تجربے جو اس کے بغیر نہیں کئے جا سکتے تھے وہ بھی اب ممکن ہو گئے ہیں۔ میدان جوبلی پر سائنس کی تعلیم کیلئے چار عالی شان عمارتیں کیمسٹری فزکس، زوالوجی اور باٹنی کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء میں یونیورسٹی کے کھلنے تک یہ عمارتیں بہترین آلات سائنس سے آراستہ ہو جائینگی جس وقت یہ عمارتیں پوری طرح آراستہ ہو جائیگی اس وقت ان کا شمار ہندوستان کے بہترین سائنس کالجوں میں ہوگا۔ یہاں یہ قابل ذکر معلوم ہوتا ہے کہ ان عمارتوں کو بمبئی کے مشہور و قابل انجینیر مسٹر اسٹون برج کی نگرانی میں فورڈ میکڈانلڈ کی مشہور فرم نے تعمیر کیا ہے۔ مسٹر اسٹون برج محض اپنی دلی ہمدردی اور ان دیرینہ تعلقات کی بنا پر جو ان کو ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب سے ہیں بلا کسی قسم کے معاوضہ کے چھ ماہ سے یونیورسٹی میں کام کر رہے ہیں۔ علاوہ سائنس کالج کی عمارتوں کے ان کے ذہن میں اور بہت سی تجاویز یونیورسٹی کی بہتری کی ہیں۔ ان میں خاص طور پر قابل ذکر ڈرینج اسکیم ہے۔ امید ہے کہ اکتوبر میں اس پر کام شروع ہو جائیگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ یونیورسٹی کی حدود میں برسات کا پانی جمع نہ ہونے پائیگا اور اس طرح مچھروں اور موسمی بخار سے انشاء اللہ نجات مل جائیگی۔ بلاشبہ مسٹر اسٹون برج کی ہمدردی ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے۔

منٹو سرکل کے قریب ٹریننگ کالج کی جدید عمارت تیار ہو چکی ہے اور ٹریننگ کالج اس عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ سید محمود کورٹ (کچی بارک) کا بقیہ حصہ بھی اب پختہ ہو گیا ہے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کی یادگار میں ڈپٹی حبیب اللہ خاں صاحب د

کشمیر کے مظلومین بیواؤں اور یتیموں کیلئے

احمدی احباب کی جدوجہد

ذیل میں ان احباب کی جدوجہد کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے کشمیر کے لئے چندہ جمع کیا۔ اس کے علاوہ بھی ایک بڑا حصہ ایسا ہے۔ جو ہمہ تن مصروف کار ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی کوشش سے اطلاع نہیں دی۔ اگر ان کی طرف سے بھی اطلاع آجائے۔ توان کا ذکر بھی اخبار میں کیا جاسکے۔ تاان کے دوسرے بھائی جنہوں نے پوری توجہ نہیں کی۔ یا بالکل اس طرف توجہ نہیں کی۔ توجہ فرماتے ہوئے حضرت اقدس کے منشاء مبارک کے ماتحت ثواب حاصل کریں۔

(۱) شیخ ضیاء الحق صاحب سہارن پور نے لکھا ہے کہ آپ کے خط کے جواب میں التماس ہے۔ چندہ کشمیر فنڈ مرکزی چندہ عام کے ساتھ ۲/۳/۱ ماہوار احمدی احباب کا باشرح اور باقاعدہ ارسال کرتا رہونگا۔ عام مسلمانوں سے بھی وصول کرنے کی حتی الوسع کوشش جاری ہے۔

(۲) اوکاڑہ سے بابو محمد خورشید صاحب لکھتے ہیں۔ ہم اپنا چندہ کشمیر کی بیواؤں اور یتیموں کے لئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں برابر ادا کر رہے ہیں اور دوسرے مسلمانوں سے کبھی اس سے قبل وصول کرکے بھیج چکے ہیں۔ اور آئندہ وصولی کی کوشش جاری ہے۔ چنانچہ دوسرے مسلمانوں میں سے ملک نور محمد خان صاحب چک ۲۵؍ ۲۔ ملک جان محمد صاحب چک ۴۸؍ شیر خانصاحب چک ۲۵؍ ۲ منشی سید محمد صاحب چک ۴۹؍ اور جناب نواب علی خانصاحب چک ۲۶؍ کے ذریعہ وصول کرکے بھیجا گیا ہے۔ اور آئندہ بھی برابر تحریک جاری ہے۔ ان احباب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی درخواست فرمادیں۔

(۳) منشی چراغ الدین صاحب سکرٹری مال عارف والہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور لکھتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کامل اور درازیٔ عمر کے لئے ہر وقت دعا ہے۔ بیشتر اس کے کہ میں تحریک چندہ کشمیر کا ذکر کروں۔ یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور ہماری جماعت کے سب احباب کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرح کے مصائب و آلام سے محفوظ رکھے احمدیت کے لئے ایک سچا جوش اور ولولہ پیدا ہو جائے۔ اور یہ سلسلہ کے لئے ہر قربانی کے لئے طیار رہیں۔ اس خاکسار کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

مرکز کی طرف سے جو چٹھیاں و تحریکات چندہ کشمیر فنڈ کے لئے آرہی ہیں۔ باقاعدہ جماعت کو سنائی جارہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مرکزی چندہ عام کے ساتھ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم کی تعمیل میں "چندہ کشمیر فنڈ" بھی لیا جایا کریگا۔ علاوہ ازیں دوسرے مسلمانوں سے بھی ہم چندہ اکٹھا کرتے رہتے ہیں چنانچہ ۹ ۸/ ۳۲ کو میاں احمد الدین صاحب زرگر قادیان والے (جن کی نسبت کسی گذشتہ اخبار میں اعلان کیا گیا ہے فنانشل سیکرٹری) اس جگہ تشریف لائے۔ انہوں نے چندہ کشمیر فنڈ کے لئے کہا۔ گو یہاں کے حالات بوجوہات بہت حد تک مانع تھے۔ تاہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم نے ان کے ساتھ چندہ کشمیر فنڈ اکٹھا کرنے کی کوشش کی الحمد للہ کہ ۹/- ۱۰ روپیہ چندہ جمع ہوا۔ جو وصول کرکے میاں احمد الدین صاحب لے گئے۔ انہوں نے بہت تن دہی اور محنت سے ہمارے علاوہ بھی پھر کر چندہ جمع کیا۔ حضور ایدہ اللہ ان کے لئے بھی دعا فرمادیں

(۴) منشی محمد ابراہیم صاحب محاسب لالہ موسیٰ نے مندرجہ ذیل احباب سے چندہ کشمیر فنڈ وصول کرکے ارسال فرمایا ہے۔ بذریعہ منشی غلام قادر صاحب ٹھیکیدار کمبٹہ ۱۲؍ میاں محمد الدین صاحب ٹھیکیدار لبیٹہ ۳؍ ر۔ میاں برکت علی صاحب عہ ملک عبدالغنی صاحب عہ۔ میاں فضل کریم صاحب عہ۔ میاں قائم الدین صاحب درزی ۸ ر۔ منشی روشن الدین صاحب ۴ ر منشی مہر الدین صاحب ۴ ر۔ راجہ مختار خاں ۴ ر۔ خان محمد نوروز خاں ۲ ر

محاسب صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ابھی چندہ کشمیر فنڈ کی سعی اور کوشش حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے منشاء مبارک کے ماتحت برابر کی جارہی ہے۔ روپیہ اکٹھا ہونے پر ارسال کیا جائیگا۔

اخبار کی گنجائش کے لحاظ سے سردست اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

آخیر پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد پیش کرتے ہوئے چندہ کشمیر فنڈ کی تاکید کرنا ضروری ہے۔ کہ "آئندہ بھی جب تک کام ختم نہ ہو۔ اس سلسلہ کو جاری رکھو"۔ نیز یہ کہ "میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اقل ترین اخراجات کے لئے اس تحریک پر دو ہزار روپیہ ماہوار خرچ آتا ہے۔ اگر ہماری جماعت کے دوست ایک پائی فی روپیہ ماہوار اپنے اوپر مظلومین کشمیر کے لئے لازم کرلیں تو کافی رقم جمع ہوسکتی ہے"۔ (فنانشل سکرٹری)

ضلع جالندھر میں تبلیغی جلسے

نائب مہتمم صاحب تبلیغ ضلع جالندھر نے بمشورہ حافظ محمد عبداللہ صاحب انسپکٹر تبلیغ و سکرٹریان انجمنہائے احمدیہ۔ تحصیل نکودر کے ذیل کے مقامات پر تبلیغ احمدیت کو وسیع کرنے کی غرض سے جلسے کرانے کی تجویز کی ہے۔ چنانچہ اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے۔ ان جلسوں کے کرانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ نائب مہتمم صاحب تبلیغ ضلع اور انسپکٹر صاحب تبلیغ تحصیل اور جملہ سکرٹریان اور انصار اللہ ان جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے سخت جدوجہد کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق جو گمراہی کے گڑھے میں گری ہوئی ہے۔ ہدایت پاسکے۔ غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کو بھی کثرت سے ان جلسوں میں شامل کیا جائے۔

(۱) ۱۹؍ اگست لغایت ۲۲ اگست نورمحل اور ملحقہ علاقہ

(۲) ۲۳ اگست لغایت ۲۶ اگست مریح و گڑھے اور ملحقہ علاقہ

(۳) ۲۷ لغایت ۲۹ اگست نکودر شہر

(۴) ۳۰ - ۳۱ اگست و یکم ستمبر۔ رسولپور

(۵) ۳ لغایت ۶ ستمبر کیتان کلاں

(۶) ۷ لغایت ۹ ستمبر لوہیاں خاص

ان جلسوں میں مہاشہ محمد عمر صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ جالندھر اور مولوی محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل اور مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل لیکچرار ہو گئے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

"الفضل" مفت پڑھیے

چوہدری عبدالسلام صاحب بھٹی دارالسلام افریقہ سے اپنی عزیزہ ہمشیرہ مرحومہ کی یادگار میں ایک سال کے لئے الفضل مفت کسی ایسے ایک طالب حق کے نام یا چھ چھ ماہ کے لئے دو کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں جو الفضل کو اول سے آخر تک پڑھتے ... (مینیجر الفضل)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ٹریبیون کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ سکھوں نے ہزاروں کی تعداد میں حلف لیا کہ وہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت قبول نہ کرینگے۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے سکھ سرکاری ملازموں نے بھی اس مطلب کے حلف لئے ہیں

کانپور میں ۱۳ اگست کو پولیس انقلاب پسندوں کی تفتیش میں مصروف تھی کہ رام نرائن جوہری ایک طالب علم کے قبضہ سے ایک سو تیس گولیاں برآمد ہوئیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض دیگر مقامات سے بارود بندوقوں ریوالوروں اور باغیانہ لٹریچر کی کافی تعداد برآمد ہوئی۔ انقلاب پسند ہالدار باجپائی نے پولیس پر پانچ مرتبہ فائر کئے۔ جس سے ایک مسلمان سب انسپکٹر زخمی ہو گیا۔

ڈنری پولیس سٹیشن (پشاور) کے قریب زاخی جنگل میں ۱۲ اگست کو پولیس اور باغیوں میں شدید تصادم ہوگیا تین ڈاکو ہلاک اور تین گرفتار ہوئے۔ مقام تصادم سے پولیس کو چار رائفلیں چار کارتوسوں کی پیٹیاں جن میں پچاس کارتوس تھے۔ ایک بندوق۔ ایک گن شاٹ ایک ریوالور ایک نیزہ تین خنجر اور ایک دوربین ملی۔

روزنامہ نوبھارت بمبئی کو جو فری پریس آف انڈیا کی طرف سے گجراتی زبان میں نکل رہا ہے ۱۳ اگست کو حکم ملا ہے پریس ایمرجنسی ایکٹ کے ماتحت دو ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کرے۔

رائے بہادر لالہ موہن لال بینرجی سپیشل ریلوے مجسٹریٹ الہ آباد نے آٹھ ایسے کانگرسی ملزموں کو جو چلتی گاڑی کو ٹھیرانے کے جرم میں ماخوذ تھے ۱۳ اگست کو ۶-۶ ماہ قید بامشقت اور دس دس روپیہ جرمانہ کا حکم سناتے ہوئے کہا کہ یہ امر بے حد قابل افسوس ہے کہ کانگرس کے ذمہ وار لوگوں نے ابھی تک ان کانگرسی کارکنوں کی کما حقہ مذمت نہیں کی جو اپنی حرکات سے اس مقصد کو نقصان پہنچا رہے ہیں جس کی خدمت گزاری کے وہ خود مدعی ہیں۔

مسٹر ایس اے اصغر جو گلاسکو یونیورسٹی سے فن تعمیرات کے متعلق بی ایس سی کی ڈگری حاصل کر کے آئے ہیں۔ ہیوٹ انجینئرنگ کالج لکھنؤ کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں

روما سے ۱۲ اگست کی اطلاع ہے کہ مسولینی نے اپنے واشنگٹن پیرس جرمنی برسلز اور میڈرڈ کے سفیروں کو معطل کر کے ان کی جگہ بعض اور کو مقرر کیا ہے۔

بنگال کونسل میں ۱۲ اگست کو میونسپل بل کی اس ترمیم کو مسترد کر دیا گیا کہ ارکان بلدیہ کا انتخاب حکومت کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ صرف انہی لوگوں کو منتخب کرے جو اس کے خیال میں نظم و نسق کی اہلیت سے بہرہ ور ہوں اسی طرح یہ ترمیم بھی کہ بجائے اس کے کہ حکومت کی طرف سے ایک چوتھائی ارکان بلدیہ کی نامزدگی عمل میں آجائے۔ چاہیئے کہ کمشنر خود ان لوگوں منتخب کریں جو بلدیہ کی بہبودی کے لئے مفید ہوں مسترد ہو گئی۔ اچھوتوں کے لئے ایک تہائی نشستوں کے تحفظ کی تجویز بھی گر گئی۔

آل انڈیا ہاکی ٹیم نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ہاکی ٹیم کو ۱۲ اگست کو لنڈن میں زبردست شکست دی۔ ہندوستانیوں نے ۲۴ اور امریکہ کی ٹیم نے ایک گول کیا۔

سیوئی (سپین) کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنرل سنجرجو کی بغاوت فرو ہونے کے بعد کمیونسٹوں کی طرف سے ایک خوفناک شورش برپا ہو گئی ہے۔ انہوں نے کیتھولک کلب کی تین شاندار عمارتوں کو آگ لگا کر راکھ سیاہ کر دیا اور ایک مشہور اخبار کا دفتر بھی نذر آتش کر دیا۔ اب سار ڈووا کے مقام پر پانچ ہزار سپاہ محفوظ ہے جو بوقت ضرورت فوج کی امداد کے لئے سیوئی بھیجی جائے گی۔ جنرل سنجرجو گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

چین اور تبت کے متعلق رائٹر کا پیغام مظہر ہے کہ اس وقت دونوں میں جنگ شروع ہے جس کا جمعیتہ اقوام کو بالکل علم نہیں۔ منچوریا میں چین کی جاپان کے ساتھ جنگ ابھی پورے طور پر ختم نہیں ہوئی۔ اشتراکیوں کے ساتھ بھی کشمکش جاری ہے۔ ادہر چین کی تبت کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن چینی کہتے ہیں کہ تبت والے آپس میں خود لڑ رہے ہیں۔

امپیریل ایرویز لندن کی طرف سے ایک جدید سفر پرواز کا انتظام کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے مسافروں کو فلسطین اور عراق کے درمیان موٹر کار میں سفر کی زحمت برداشت کرنی نہیں پڑے گی۔

بلدیہ الہ آباد کے متعلق ٹریبیون کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس نے کھدر کو محصول سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

بمبئی کا فساد اگرچہ عرصہ سے ختم ہو چکا ہے لیکن پولیس کمشنر نے احتیاط کے طور پر لاٹھیاں چاقو اور دیگر ہتھیار لیکر چلنے کی ممانعت میں مزید ایک ماہ کی توسیع کر دی ہے

گورنمنٹ بنگال نے مسٹر ایلی سن سپرنٹنڈنٹ پولیس کومیلا کے حملہ آور کی گرفتاری کے لئے ۵ ہزار روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔

ڈھاکہ کے نزدیک ۱۵ اگست کو چلتی گاڑی میں پانچ نوجوانوں نے ایک مسافر سے پستول دکھا کر تئیس ہزار روپیہ لوٹ لیا۔ پھر خطرے کی زنجیر کھینچی۔ لیکن گاڑی کے کھڑا ہونے سے پہلے ہی چھلانگیں لگا کر فرار ہو گئے۔

بمبئی سے ۱۵ اگست کی خبر ہے کہ ایک ہندو نوجوان نے یہ سمجھکر کہ اس کی بہن کو بھوت چمٹا ہوا ہے۔ بھوت کو نکالنے کے لئے اسے اس قدر پیٹا کہ وہ بیہوش ہو گئی اسے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ جہاں اسکی موت واقع ہو گئی

کپتان کولڈ سٹریم سول سرجن پشاور کے قاتل عبد الرشید کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آج ۱۹ اگست سنٹرل جیل پشاور میں تختہ دار پر لٹکا دیا جائیگا۔

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کولھاپور (بمبئی) سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر ایک سو اشخاص دریا میں ڈوب گئے۔ یہ تمام کشتی میں سوار تھے۔ اور جب دریا کو عبور کر رہے تھے تو ایک درخت پانی کی رو کے ساتھ بہ آیا۔ ادہر ایک بڑا بھاری سانپ کشتی کے قریب آگیا۔ اور اچھل کر کشتی میں آگیا۔ مسافر خوف کی وجہ سے کشتی کی ایک طرف کو دوڑے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس طرف بوجھ زیادہ ہو گیا اور کشتی الٹ گئی

مدورا ریلوے سٹیشن پر ۱۵ اگست کو ایک مسافر سے بم برآمد کیا گیا۔ جو اس نے ایک چھوٹے سے برتن میں چھپایا ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں اسے اور دو اور آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا

کلکتہ سے ۱۵ اگست کی خبر ہے کہ تقریباً ۲۰ سیاسی قیدی جن میں چٹاگانگ کے اسلحہ خانہ پر چھاپہ کے اسیر بھی شامل ہیں ایک جہاز کے ذریعہ انڈیمان بھیج دیئے گئے ہیں

انقلاب پسندوں کی گرفتاریوں کے سلسلہ میں کانپور میں ۱۵ اگست کو ۱۶ آدمی گرفتار کئے گئے جن کے قبضہ سے ۳۰۹ کارتوس ۶ پستول اور ایک بندوق برآمد ہوئی۔

کلکتہ سے ۱۵ اگست کی خبر ہے کہ ریاست رتنام کے چند معزز اشخاص کی دعوت پر پنڈت دیکا نند ویدانت کا پرچار کرنے کے لئے جنوبی امریکہ جانے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

پنڈت گنیش شنکر ودیارتھی کا ہفتہ وار ہندی اخبار پرتاپ جو کانپور سے شائع ہوتا ہے آئندہ روزانہ شائع ہوا کریگا۔